78692
عبد مصطفی
AMO
ABDE MUSTAFA OFFICIAL
SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

786
92

عبد مصطفی
محمد صابر قادری

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

AMO
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

Book’s Description

کتاب یارسالے کا نام	786/92
مؤلف	عبد مصطفی محمد صابر قادری
ناشر	صابیا ورچوئل پبلی کیشن SABIYA VIRTUAL PUBLICATION
ڈیزائننگ اور کمپوزنگ	PURE SUNNI GRAPHICS
سنہ اشاعت	JUMADAL OOLA 1444H DECEMBER 2022
صفحات	68

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

AMO

POWERED BY ABDE MUSTAFA OFFICIAL

info@abdemustafa.com

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

فہرست

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں

مختلف ممالک سے کئی لکھنے والے ہمیں اپنا سرمایہ ارسال فرمارہے ہیں جنھیں ہم شائع کر رہے ہیں۔ ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے۔ دوسری جانب اکابرین اہل سنت کی جو کتابیں شائع کی جارہی ہیں تو ان کے متعلق کچھ کہنے کی حاجت ہی نہیں۔ پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی غلطیوں کی تو جو کتابیں **"ٹیم عبد مصطفی آفیشل"** کی پیشکش ہوتی ہیں ان کے لیے ہم ذمہ دار ہیں اور وہ کتابیں جو ہمیں مختلف ذرائع سے موصول ہوتی ہیں، ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے اور ہمارا کردار بس ایک ناشر کا ہوتا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ کئی کتابوں میں ایسی باتیں بھی ہوں کہ جن سے ہم اتفاق نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر کسی کتاب میں کوئی ایسی روایت بھی ہو سکتی ہے کہ تحقیق سے جس کا جھوٹا ہونا اب ثابت ہو چکا ہے لیکن اسے لکھنے والے نے عدم توجہ کی بنا پر نقل کر دیا یا کسی اور وجہ سے وہ کتاب میں آگئی جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ کئی وجوہات کی بنا پر ایسا ہوتا ہے۔ تو جیسا ہم نے عرض کیا کہ اگرچہ ہم اسے شائع کرتے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم اس سے اتفاق بھی کرتے ہیں۔

ایک مثال اور ہم اہل سنت کے مابین اختلافی مسائل کی پیش کرنا چاہتے ہیں کہ کئی

مسائل ایسے ہیں جن میں علماے اہل سنت کا اختلاف ہے اور کسی ایک عمل کو کوئی حرام کہتا ہے تو دوسرا اس کے جواز کا قائل ہے۔ ایسے میں جب ہم ایک ناشر کا کردار ادا کر رہے ہیں تو دونوں کی کتابوں کو شائع کرنا ہمارا کام ہے لیکن ہمارا موقف کیا ہے، یہ ایک الگ بات ہے۔ ہم فریقین کی کتابوں کو اس بنیاد پر شائع کر سکتے ہیں کہ دونوں اہل سنت سے ہیں اور یہ اختلافات فروعی ہیں۔ اسی طرح ہم نے لفظی اور املائی غلطیوں کا ذکر کیا تھا جس میں تھوڑی تفصیل یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کئی الفاظ ایسے ہیں کہ جن کے تلفظ اور املا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اب یہاں بھی کچھ ایسی ہی صورت بنے گی کہ ہم اگرچہ کسی ایک طریقے کی صحت کے قائل ہوں لیکن اس کے خلاف بھی ہماری اشاعت میں موجود ہوگا۔ اس فرق کو بیان کرنا ضروری تھا تاکہ قارئین میں سے کسی کو شبہ نہ رہے۔

ٹیم عبد مصطفی آفیشل کی علمی، تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں ضرور بتائیں تاکہ اس کی تصحیح کی جاسکے۔

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION
POWERED BY
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

مقدمہ

اس موضوع پر لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی، پہلے یہ بیان کر دیتے ہیں۔ ہم سب دیکھتے ہیں کہ مختلف قسم کے خطوط پر اوپر 786 اور 92 لکھا ہوتا ہے جس سے **بسم اللہ** شریف اور نام **"محمد"** ﷺ مراد لیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ بالکل درست ہے اور بزرگوں سے ثابت بھی ہے لیکن ایک فرقہ جسے ہم "وہابی" کے نام سے جانتے پہچانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ کسی بھی کام کو شرک و بدعت کہنے میں انھیں ذرا بھی دیر نہیں لگتی؛ یہ لوگ اس طرح 786 اور 92 لکھنے کو غلط قرار دیتے ہیں اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ چوں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے زمانے میں ایسا نہیں ہوا لہٰذا اس طرح کرنا غلط ہے۔ وہابیوں نے یہ تک اعتراض کیا ہے کہ 786 جو عدد ہے وہ بسم اللہ شریف کا نہیں بلکہ "ہرے کرشنا" کا ہے!

ہم اس پر تفصیل سے لکھیں گے تاکہ یہ مسئلہ بالکل واضح ہو جائے۔ غیروں کی طرف سے کیے گئے ایسے اعتراضات کی وجہ سے عوام اہل سنت پریشانی میں مبتلا ہوتی ہے۔ ضروری تھا کہ اس پر مستقل رسالہ تیار کیا جائے۔ اللہ تعالی کی توفیق سے ہمیں یہ موقع عنایت ہوا۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ اسے مختصر اور جامع بنایا جائے کیوں کہ کلام کا زیادہ طویل ہونا ایک عیب ہے۔ ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اگرچہ ہم نے اپنی طرف سے کوششیں کیں لیکن بہت کمیاں اس میں موجود ہوں گی جو کہ یقیناً ہماری کم علمی اور کوتاہی کا ثبوت ہے۔ آپ جب انھیں پائیں تو ہماری معذرت کو یاد فرمائیں۔ ممکن ہو تو ہمیں اطلاع بھی فرمائیں تاکہ ہم آئندہ سے اس کا خیال رکھیں۔ ابھی یہ رسالہ

پیش کیا جاتا ہے، امید کرتے ہیں کہ یہ عوام اہل سنت کے لیے مفید ثابت ہوگا۔ اللہ تعالی اسے قبول فرمائے۔ آمین

عبد مصطفی

محمد صابر قادری

17 نومبر 2022 عیسوی

(شادی کی پہلی سالگرہ)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

92/786 لکھنے کی وجہ کیا ہے؟

اگر پوری بسم اللہ شریف یا نام محمد ﷺ کو لکھ دیا جائے تو امکان زیادہ ہے کہ اس کی بے ادبی ہوگی کیوں کہ خطوط وغیرہ کو ہر کوئی سنبھال کر نہیں رکھتا۔ شادیوں کے کارڈ ہوں یا دوسرے دعوتی پیغامات، مقصد پورا ہونے کے بعد انھیں کوڑے کی نذر کر دیا جاتا ہے۔ اب ایسے خطوط وغیرہ ایسے مقدس اور متبرک کلمات کو لکھنا کسی طرح مناسب معلوم نہیں ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ اس کی جگہ "ابجد" کے حساب سے اس کلمے یا کئی کلمات کے اعداد کو لکھ دیا جاتا ہے۔ اس سے ہوتا یہ ہے کہ بے ادبی کا جو امکان ہے وہ جاتا رہتا ہے اور دوسرا یہ کہ کلمات کی برکت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور یہ کوئی ایسی بات نہیں جسے ہم نے گڑھا ہو بلکہ اس کا ثبوت موجود ہے۔ اس کی اصل کا ذکر ملتا ہے جسے ہم تفصیل سے بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

پہلا حوالہ
وقار الفتاوی

اعداد لکھنے کا حکم

سوال

وقار ملت، حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ بسم اللہ شریف کے اعداد عموماً لوگ خطوط اور دوسری کتب وغیرہ میں برکت حاصل کرنے کے لیے لکھتے ہیں (بسم اللہ الرحمن الرحیم کے 786، اسی طرح اسم محمد ﷺ کے 92 عدد لکھتے ہیں) براہ کرم آپ ہمیں یہ بتلائیے کہ اسم شریف وغیرہ کے عدد لکھنے جائز ہیں یا نہیں ؟

دوسرا سوال: اعداد کو بے وضو لکھنا

دوسرا سوال یہ کیا گیا کہ اگر قرآنی آیات کے اعداد لکھنے ہوں تو بے وضو عدد لکھ سکتے ہیں یا نہیں ؟

تیسرا سوال: ناپاکی کی حالت میں

تیسرا سوال یہ کیا گیا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم (حرف بحرف) ناپاکی کی حالت میں لکھنا کیسا ہے ؟

چوتھا سوال: درود کے اعداد لکھنا

چوتھا سوال یہ کیا گیا کہ بوقت ضرورت اسم محمد ﷺ کے 92 عدد لکھے جائیں

تو" صلی اللہ علیہ وسلم" کے عدد بھی لکھنے ضروری ہیں یا نہیں؟

الجواب:

احادیث میں فرمایا کہ جو کام بسم اللہ الرحمن الرحیم اور الحمد للہ سے شروع نہ کیا جائے، وہ نامکمل رہتا ہے اور خیر و برکت سے خالی ہوتا ہے۔ اس حدیث پر عمل کرنے کے لیے ہر جائز کام کو بسم اللہ اور الحمد للہ پڑھ کر شروع کرنا چاہیے، ان کا لکھنا ضروری نہیں ہے لیکن لکھنا بھی باعث برکت ہے۔ چوں کہ عام طور پر کاغذات کو احتیاط سے نہیں رکھا جاتا تو اس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم (تحریر) ہونے کی صورت میں اس کی بے ادبی ہے۔ اس لیے لوگوں نے اعداد لکھنا شروع کر دیے لیکن عدد کا وہ حکم نہیں جو حروف کا ہے لہذا اعداد کو بے وضو لکھنا اور چھونا جائز ہے۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" قرآن کی آیت ہے، لہذا اسے بے وضو لکھنا اور چھونا جائز نہیں ہے۔[1]

---

(1) وقار الفتاوی، علامہ مفتی وقار الدین رحمہ اللہ تعالی، جلد3، ص442 اور 443، ناشر: بزم وقار الدین، ط1421ھ/2000ء

دوسرا حوالہ
فتاوی فقیہ ملت

فتاوی فقیہ ملت میں ایک سوال کچھ یوں ہے:

ہمارے یہاں یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کے پیرو کار جب کچھ لکھتے ہیں تو پہلے 786 پھر 92 یا 917 لکھتے ہیں جب کہ 786 بسم اللہ الرحمن الرحیم کا عدد ہے اور 92 محمد کا 917 محمد ﷺ کا تو کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد یہ لکھنا ضروری ہے؟ اگر ضروری ہے تو پھر تلاوت قرآن سے قبل تسمیہ کے ساتھ درود پڑھنا لازم ہوگا اور نماز میں تعوذ و تسمیہ کے بعد ہی ﷺ کہنا ضروری ہوگا؟

لہذا حضور والا سے گزارش ہے کہ اس کی ابتدا کب سے ہے؟ اور لکھنا کیسا ہے؟ مع حوالہ کتب جواب سے مطلع فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

(۲) اسلاف کرام اور بزرگان دین کا یہ طریقہ رہا کہ وہ جب بھی کچھ لکھتے یا کتاب وغیرہ تصنیف کرتے تو تبرکا اسے اللہ و رسول کے نام سے شروع کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے اور حضور ﷺ پر درود و سلام بھیجتے مگر بعد میں بے ادبی سے بچانے کے لیے جس طریقے سے خط وغیرہ کی ابتدا میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بجائے ان کے اعداد 786 کے لکھنے کا رواج تبرکا ہوا اسی طرح 92 اور 917 کے لکھنے کی بھی ابتدا ہوئی۔ پھر جس جگہ بے ادبی کا اندیشہ نہیں وہاں بھی لوگ لکھنے لگے۔ اور جو چیز تبرکا لکھی جاتی ہے وہ ضروری نہیں ہوتی۔

لہذا بسم اللہ الرحمن الرحیم کا عدد 786 لکھنے کے بعد 92 یا 917 لکھنا ضروری نہیں صرف جائز و مستحسن ہے۔ اسی طرح تلاوت قرآن کے وقت درود شریف پڑھنا بہتر ہے لازم نہیں۔ اور جب تسمیہ کے عدد 786 کے بعد 92 یا 917 لکھنا ضروری نہیں تو اس سے نماز کے اندر تعوذ و تسمیہ کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنے کا استدلال غلط ہے۔ اور اس کی ابتدا کب سے ہوئی یہ غیر ضروری سوال ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے "مِنْ حُسْنِ إِسْلاَمِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ" اھ.واللہ تعالی اعلم[1]

الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدی

کتبہ: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

(1) دیکھیں: فتاوی فقیہ ملت معروف بہ فتاوی مرکز تربیت افتاء، جلد 1، ص 328 اور 329، باب صدقۃ الفطر، ط شبیر برادرز لاہور، س 2005ء

تیسرا حوالہ
فتاوی بحر العلوم

فتاوی بحر العلوم میں ایک سوال کچھ یوں ہے:

کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید اور بکر میں گفتگو ہو رہی تھی، زید نے کہا کہ 786/92 لکھنا درست ہے بکر نے کہا کہ غلط ہے۔

قرآن و حدیث میں کہیں لکھا ہوا نہیں ہے اگر کہیں سے ثابت ہو تو پیش کرو۔ لہذا حضرت سے گزارش ہے کہ زید اور بکر میں سے کس کا قول صحیح ہے مع حوالہ کتب جواب ارسال فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

الجواب:

سوال میں چند باتیں قابل غور ہیں:

(الف) اللہ پاک جل جلالہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ سے تبرک جائز ہے یا نہیں؟

(ب) اگر جائز ہے تو کیا عربی رسم الخط کے ساتھ ہی خاص ہے یا دوسرے رسم الخط میں بھی اسے تحریر کیا جا سکتا ہے۔

(ج) جس طرح کسی امر کے جواز کے پہلو کے لیے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح اس کی ممانعت کے لیے بھی دلیل شرعی درکار ہے۔ بلکہ ممانعت کی دلیل کا منصوص ہونا ضروری ہے کیوں کہ شرع سے کسی امر کا ممنوع نہ ہونا ہی دلیل جواز ہے۔

قرآن عظیم میں ہے:

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ	اور نہ کہو اسے جو تمھاری زبانیں
الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ	جھوٹ بیان کرتی ہے یہ حلال ہے
لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ	اور یہ حرام کہ اللہ تعالی پر جھوٹ
	باندھو(النحل:116)

حدیث شریف میں ہے:

إنَّ اللَّه تَعَالَى فَرَضَ فَرائِضَ	اللہ تعالی نے کچھ فرائض مقرر کیے
فَلاَ تُضَيِّعُوهَا، وحدَّ حُدُودًا	تو اسے ضائع نہ کرو اور کچھ چیزوں کو
فَلا تَعْتَدُوهَا، وحرَّم أشْياءَ فَلا	حرام قرار دیا تو اس کے قریب نہ
تَنْتَهِكُوها، وَسكَتَ عَنْ أشْياءَ	جاؤ، اور کچھ حدیں متعیّن فرمائیں تو
رَحْمةً لَكُمْ غَيْرَ نِسْيانٍ فَلا	اس کے آگے نہ بڑھو اور بے بھول
تَبْحثُوا عَنْهَا	چوک کچھ چیزوں کا تذکرہ نہ کیا تو
(مشكوة، كتاب الإيمان، 1/55)	اس کی کرید نہ کرو۔

اس آخری جملہ کی شرح میں حنفی عالم حضرت ملا علی قاری رحمة الله علیه فرماتے ہیں: دل على إن الأصل في الأشياء الإباحة [1]

اس جملہ سے یہ پتا چلا کہ قرآن و حدیث میں جس کو نہ حلال کیا گیا ہو نہ حرام قرار دیا گیا ہو وہ مباح ہے۔ اس کی تائید اللہ تعالی کے اس قول سے ہوتی ہے:

(1) مرقات، جلد اول، ص 216

هُوَالَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۗ

زمین میں جو ہے تمھارے فائدہ کے لیے ہے۔(البقرۃ:29)

اور غیر مقلد مولوی عبیداللہ رحمانی لکھتے ہیں:

وسكت عن اشياء اى ترك ذكر اشياء اى حكمها من الحرمة والحل والوجوب وهو محمول على ما انتفى فيه دلالة النص على الحكم بجميع وجوهها المعتبرة فتستدل حينئذ بعدم ذكره بايجاب او تحريم او تحليل على انه معفو لا حرج على فاعله و لا على تاركه-

کچھ چیزوں کا تذکرہ نہ کیا یعنی نہ یہ بتایا کہ یہ واجب ہے نہ یہ کہ حرام ہے نہ یہ کہ حلال ہے۔ مطلب یہ ہے کہ احکام نصوص سے جن جن طریقوں سے ثابت ہوتے ہیں ان میں سے اس کے بارے میں کسی حکم کا پتا نہیں چلتا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ معاف ہے نہ اس کے کرنے والے سے باز پرس نہ نہ کرنے والے سے۔

مذکورہ بالا آیات واحادیث سے یہ معلوم ہوا کہ کسی چیز کے بارے میں کوئی حکم قرآن وحدیث میں نہ ہونا اس کے حرام اور منع ہونے کی دلیل نہیں۔ جیسا کہ بکر بے خبر کا قول ہے بلکہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کو کر سکتے ہیں شرع سے اس کی کوئی ممانعت نہیں۔ اور بکر نے اس کو غلط کہا تو قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت پیش کرے کہ کہاں قرآن وحدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

تخصیص

اب ہم اس بات کی دلیل پیش کرتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کے اسمائے مبارکہ سے مسلمان اپنے فعل کے شروع میں تبرک حاصل کرسکتا ہے، اس کے لیے کسی زبان اور کسی رسم الخط کی خصوصیت نہیں اور تحریری یا تذکرۃ زبان کی تخصیص نہیں۔

(الف) بسم اللہ شریف سے جملہ اہم امور شروع کرنے کی تاکید حدیث شریف میں ہے جس کو حافظ عبدالقادر نے اپنی اربعین میں، اور ابوداؤد و نسائی وابن ماجہ نے اپنی مرویات میں اور ابن حبان اور ابو عوانہ نے اپنی صحاح میں مختلف الفاظ سے روایت کیا۔ اور ابن حبان اور ابو عوانہ نے اور ابن صلاح نے تحسین و تصحیح فرمائی

"كل أمر ذی بال لا يبدأ فيه بذكر الله و ببسم الله الرحمن الرحيم فهو أقطع"

جو اہم کام اللہ کے ذکر اور بسم اللہ الرحمن الرحیم سے نہ شروع کیا گیا وہ ناقص ہے۔

(عینی جلد اول، ص 11)

اس میں ص 12 پر ہے:

"وروى الشافعي ايضا انها ليست من اوائل السورة غير الفاتحة انما يستفتح السور بها تبركا"

امام شافعی فرماتے ہیں کہ ہم بسم اللہ الرحمن الرحیم شریف سورہ فاتحہ کے علاوہ کسی سورت کا جز نہیں مگر ہر سورت کے شروع میں تبرک

کے لیے لکھا جاتا ہے۔

(ب) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اللہ تعالی کے مبارک نام کے ساتھ ذکر کرنا آیت قرآنی سے ثابت ہے، عینی حوالہ مذکورہ بالا میں ہے:

"لان ذكره ﷺ مقرون بذكره تعالى ولقد قالوا في قوله حضور ﷺ کا ذکر اللہ تبارک وتعالی کے ذکر سے ملا ہوا ہے۔[1]

---

(1) آپ کا ذکر ہے خاص ذکر خدا

نبی اکرم، نور مجسم، سرکار مدینہ ﷺ کا ذکر کرنا، خدا کا ذکر کرنا ہے۔ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کیا ہے اور اپنا ذکر قرار دیا ہے۔ حدیث قدسی ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے:

میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ (اے محبوب) میرے ذکر کے ساتھ تمھارا ذکر بھی ہو اور میں نے تمھارے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا دیا ہے پس جس نے تمھارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔ (الشفاء للقاضی عیاض المالکی)

قرآن کریم میں اللہ تعالی کے ذکر کے ساتھ ذکر رسول ﷺ کے جلوے کئی جگہ نظر آتے ہیں؛ چناں چہ ارشاد باری ہے:

(1) تو اعلان جنگ سن لو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے (البقرۃ:279)

(2) اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا (النساء:13)

(3) اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے (النساء:14)

(4) حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا (النساء:59)

(5) تو اسے اللہ اور اس کے رسول کے حضور رجوع کرو (النساء:59)

(6) اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ (النساء:61)

(7) اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے (النساء:70)

(8) جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا (النساء:80)

(9) اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا (النساء:100)

(10) ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر (النساء:136)

(11)اور کافر چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں(النساء:150)

(12)اور جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے(النساء:152)

(13)اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ(النساء:171)

(14)جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں(المائدہ:33)

(15)تمھارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے(المائدہ:55)

(16)اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے(المائدہ:56)

(17)آؤ اس کی طرف جو اللہ نے اتارا اور رسول کی طرف(المائدہ:104)

(18)تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر(الاعراف:158)

(19)اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو(الانفال:1)

(20)یہ اس لیے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی(الانفال:13)

(21)اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کیے(الانفال:13)

(22)اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو(الانفال:20)

(23)اے ایمان والوں! اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ(الانفال:24)

(24)اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو(الانفال:27)

(25)تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور اس کے رسول کا ہے.....الآیۃ(الانفال:41)

(26)بیزاری کا حکم سنانا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے(التوبہ:1)

(27)اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمام لوگوں کی طرف بڑے حج کے دن اعلان ہے.....الآیۃ(التوبہ:3)

(28)اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول(التوبہ:3)

(29)مشرکوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کے پاس کوئی عہد کیوں کر ہوگا(التوبہ:7)

(30)اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا رازدار نہ بنائیں گے(التوبہ:16)

(31)یہ چیزیں اگر تمھیں اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ پیاری ہوں(التوبہ:24)

(32)اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے(التوبہ:29)

(33)یہ کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہوئے(التوبہ:54)

(34)اور کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور رسول نے ان کو دیا(التوبہ:59)

(35)اور کہتے ہیں ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول(التوبہ:59)

(36)اور اللہ ورسول کا حق زیادہ تھا کہ اسے راضی کرتے(التوبہ:62)

(37)جو مخالفت کرے اللہ اور اس کے رسول کی(التوبہ:63)

(38)اور اللہ ورسول کا حکم مانیں(التوبہ:71)

(39)اور انھیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ ورسول نے انھیں اپنے فضل سے غنی کر دیا(التوبہ:74)

(40)اس لیے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہوئے(التوبہ:80)

(41)بے شک وہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے(التوبہ:84)

(42)وہ جنھوں نے اللہ ورسول سے جھوٹ بولا تھا(التوبہ:90)

(43)جب کہ اللہ اور اس کے رسول کے خیر خواہ رہیں(التوبہ:91)

(44)اور اب اللہ ورسول تمھارے کام دیکھیں گے(التوبہ:94)

(45)اور اب اللہ ورسول تمھارے کام دیکھیں گے(التوبہ:105)

(46)اور(یہ مسجد ضرار)اس کے انتظار میں ہے جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے(التوبہ:107)

(47)ہم ایمان لائے اللہ اور رسول پر(النور:47)

(48)اور جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں(النور:48)

(49)یا یہ ڈرتے ہیں کہ اللہ ورسول ان پر ظلم کریں گے(النور:50)

(50)جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے(النور:51)

(51)اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا(النور:52)

(52)تم فرماؤ:حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا(النور:54)

(53)ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے(النور:62)

(54)جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں(النور:62)

(55)ہمیں اللہ و رسول نے وعدہ نہ دیا(الاحزاب:12)

(56)بولے یہ ہے وہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے(الاحزاب:22)

(57)اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے(الاحزاب:22)

(58)اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو چاہتی ہو(الاحزاب:29)

(59)اور جو تم میں فرماں بردار رہے اللہ اور اس کے رسول کی(الاحزاب:31)

(60)اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو(الاحزاب:32)

(61)جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں(الاحزاب:36)

(62)اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا(الاحزاب:36)

(63)جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی (الاحزاب:37)

(64)بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو(الاحزاب:57)

(65)ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا(الاحزاب:66)

(66)اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے(الاحزاب:71)

(67)اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو(محمد:33)

(68)تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ(الفتح:9)

(69)وہ جو تمھاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں(الفتح:10)

(70)اور جو ایمان نہ لائے اللہ اور اس کے رسول پر(الفتح:13)

(71)اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے(الفتح:17)

(72)اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو(الحجرات:1)

(73)اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کروگے(الحجرات:14)

(74)ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے(الحجرات:15)

(75)اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں(الحدید:19)

(76)یہ اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو(المجادلۃ:4)

تعالی و رفعنا لك ذكرك
معناه ذكرت حيثما ذكرت"

---

(77)بے شک جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی (المجادلة:5)

(78)اور اللہ اور اس کے رسول کے فرماں بردار رہو (المجادلة:13)

(79)بے شک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی (المجادلة:20)

(80)اللہ لکھ چکا کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول (المجادلة:21)

(81)اور جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی (المجادلة:22)

(82)یہ اس لیے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے جدا رہے (الحشر:40)

(83)(وہ غنیمت) اللہ اور رسول کی ہے.....الآیة(الحشر:70)

(84)اور اللہ ورسول کی مدد کرتے ہیں (الحشر:80)

(85)ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر (الصف:11)

(86)اور عزت اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لیے ہی ہے (المنافقون:8)

(87)تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر (التغابن:8)

(88)اور اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو (التغابن:12)

(89)اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے (الجن:23)

(ملخصًا: کمال وجمال حبیب، ص42تا49)

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو
اللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

امام اہل سنت فرماتے ہیں کہ اے نجدیوں! اگر تم یہ چاہتے ہو کہ حضور ﷺ کے ذکر کو خدا کے ذکر سے جدا کر دیا جائے تو خدا کی قسم! ایسا ذکر خدا کا ذکر نہ کہلا سکے گا بلکہ (وہ ذکر) جہنم کی چابی ثابت ہوگا اور تمھیں دوزخ میں گرا کر چھوڑے گا۔

(انظر: شرح کلام رضا، ص590)۔عبد مصطفی

مفسرین کرام آیت قرآنی "ورفعنا لك ذكرك" کا معنی یہ بتاتے ہیں جہاں میرا ذکر ہوگا وہیں تیرا ذکر ہوگا۔ ابن عساکر و حافظ حسین ابن احمد ابن عبداللہ ابن بکر حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالی عنھما سے ذکر کرتے ہیں:

من ولد له مولود فسماه محمدا حبابي و تبركا باسمى كان هو ومولوده في الجنة

ترجمہ: جس نے میری محبت اور میرے نام سے حصول برکت کے لیے اپنے نومولود بچے کا نام محمد رکھا تو وہ اور اس کا بچہ دونوں جنتی ہوں گے۔

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

"هذا امثل حديث ورد فى هذا الباب و اسناده حسن"

اس بارے میں یہ سب سے عمدہ حدیث ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

(بحوالہ فتاوی رضویہ جلد دہم نصف اول ص 202)

فتاوی امام سخاوی میں ہے کہ ابواشعث حرانی نے امام عطا سے روایت کیا:

من اراد ان يكون حمل زوجته ذكرا فليضع يده على بطنها وليقل ان كان ذكرا فسميته محمدا فانه يكون ذكرا

صاحب روح المعانی علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر میں زیر آیت: "فتلقى آدم من ربه كلمات فتاب عليه" تحریر فرمایا: "قيل رأى مكتوبا على ساق العرش

محمد رسول اللہ فتشفع بہ"(1/377)

حضرت آدم علیہ السلام نے ساق عرش پر نام محمد ﷺ لکھا دیکھا ان کے واسطہ سے دعاے مغفرت کی تو اللہ تعالی نے اس کی برکت سے آپ علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ واضح ہو گیا کہ جملہ جائز امور کی ابتدا میں تبرکا اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کے اسمائے گرامی کا ذکر محبوب و مندوب ہے اور ذکر زبان اور تحریر دونوں ہی صورتوں کو عام ہے۔ کوئی تحریر ہو رہی ہو تو اس کی ابتدا میں ہی ذکر ہو اور دیگر امور ہوں تو زبان سے ذکر کیا جائے۔

چناں چہ حضور سید عالم ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر اہل مکہ سے جو تحریری معاہدہ صلح فرمایا اس کی ابتدا بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کی۔ (عینی اول، ص 12)

قرون اولی سے ہی عام طور سے اسلامی مصنفین کا یہ دستور ہو گیا کہ وہ اپنی تصنیفات کی ابتدا بسم اللہ اور حمد و صلوۃ سے کرتے ہیں، اگر کسی نے اس کا خلاف کیا تو اس پر طرح طرح کے اعتراضات کیے جاتے رہے خود امام بخاری بھی اس سلسلہ میں اعتراضات کی بوچھار سے نہ بچ سکے۔

اب ہم اس امر پر روشنی ڈالتے ہیں کہ ذکر خدا اور رسول کے لیے کسی خاص زبان یا رسم الخط کی تخصیص نہیں ہے۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ	اللہ تعالی نے ہر رسول کو اسی کی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجا (سورہ ابراہیم:4)

تفسیر نیشاپوری میں ہے:

ثم لما من اللّٰہ علی المکلفین بانزال الکتاب و ارسال الرسول ذکر ان من کال تلك النعمه ان یکون ذلك الکتاب بلسان المرسل الیهم	اللہ تعالی نے مکلفین پر اپنا یہ احسان ظاہر فرمایا کہ میں نے تمھارے لیے کتاب اتاری اور رسول بھیجے اور اس انعام کا کمال یہ ہے کہ کتاب اسی قوم کی زبان میں ہے جس پر اتاری گئی۔[1]

اس آیت کی تفسیر میں تفسیر طبری جلد12 ص121 میں ہے:

یقول تعالی ذکره (وما أرسلنا) الی امة من الامم یا محمد من قبلك و من قبل قومك(ورسولاً إلا بلسان قومه) الامة التي ارسلناه الیها ولغتهم لیفهمهم ما ارسله اللّٰہ به الیهم من امره ونهیه

اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ سے اور آپ کی قوم سے پہلے جو رسول بھی بھیجے تو اس قوم کی زبان اور لغت میں بھیجے تاکہ وہ پیغمبر اللہ تعالی کے احکام انھیں خوب سمجھائیں اور ظاہر یہی ہے کہ کتاب جس زبان میں اترے گی رسم الخط بھی اسی زبان کا ہوگا۔ اور اللہ ورسول کے ذکر واسما بھی اس رسم الخط میں تحریر ہوں گے۔ جس سے یہ امر آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ اللہ جل جلالہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماوصفات وآیات ذکر کا کسی رسم الخط میں لکھا منع نہیں، بلکہ

(1) نیشاپوری علی حاشیہ طبری جلد12، ص104

جائز و معمول ہے۔

عددی رسم الخط

اب ہم عددی رسم الخط کے بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں:

خطوط و مراسلات میں ان اسما کے ساتھ تبرک اگر عربی رسم الخط میں ہو تو اس میں اس بد احتیاطی کا خطرہ تھا کہ اس کو پاک یا ناپاک سبھی چھوتے ہیں اور اس کو زمین پر بھی ڈال دیتے ہیں۔ تو اس بد احتیاطی سے بچانے کے لیے ایک نیا رسم الخط ایجاد کیا جس میں عربی حروف تہجی کی عددی حیثیت مقرر کی مثل: الف کے لیے "1"، "ب" کے لیے "2"، "ج" کے لیے "3" اور "د" کے لیے "4" الی آخرہ اور کسی اسم ذات یا آیت میں ان سب کا عددی قیمت جوڑ کر اس کے مجموعہ کو اس اسم یا آیت کی علامت قرار دیا۔ مثلا: بسم اللہ الرحمن الرحیم میں کل انیس حرف لکھنے میں آتے ہیں، ان حروف کی عددی قوت کا مجموعہ 786 ہوا، اس کو لکھ دینے کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم کا تبرک بھی حاصل ہو گیا اور ممکنہ بے ادبی کے خطرہ سے بھی حفاظت ہو گئی۔ یہ ساری تفصیل ہم نے آپ کی تسلی کے لیے لکھ دی ہے ورنہ معترض بکر کا کام تو وہیں سے تمام ہو گیا کہ اس کے جواز میں دلیل دینا ہماری ذمہ داری نہیں ہے البتہ اس کے ناجائز ہونے کی آیت یا حدیث پیش کرنا بکر صاحب کا کام ہے۔ واللہ تعالی اعلم [1]

عبد المنان اعظمی

شمس العلوم گھوسی، ضلع مئو

(1) دیکھیں: فتاوی بحر العلوم، ج6، ص128 تا 132، کتاب العقائد، ط شبیر برادرز لاہور، ط 1431ھ

چوتھا حوالہ

تفہیم المسائل

سوال:

تفہیم المسائل جلد دوم میں اس تعلق سے سوال کیا گیا اور سوال میں کسی مفتی صاحب کی تحقیق کو بھی نقل کیا گیا ہے جس میں 786 لکھنے کا سختی سے نہ صرف رد کیا گیا بلکہ اسے ہندو مت سے جوڑا گیا ہے۔ پہلے ہم وہ جواب نقل کرتے ہیں۔

ایک شدت پسند مفتی کا جواب:

عام طور پر خطوط، دستاویزات اور تحریروں وغیرہ میں بسم اللہ کے بجائے 786 لکھ دیا جاتا ہے کہ ان کاغذات کے زمین پر گرنے سے بسم اللہ کے پاکیزہ حروف کی بے ادبی ہوتی ہے، ان کو بے ادبی سے بچانے کے لیے 786 لکھ دیا جاتا ہے جب کہ اسلامی تعلیم واضح طور پر یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالی کے نام سے شروع کرنا چاہیے، جو کام اللہ تعالی کے نام سے شروع نہ کیا جائے، اس میں برکت نہیں ہوتی اور وہ پایہ تکمیل تک بھی نہیں پہنچتا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ اس طرح اللہ تعالی کا نام لینا صحیح ہے، فرض کیجیے کسی کے نام کے اعداد کا مجموعہ 420 ہو اور کوئی اسے نام کے بجائے مسٹر 420 کہہ کر پکارے تو اس کا ردعمل کیا ہوگا، اسی طرح بسم اللہ کی بجائے 786 کسی طرح بھی پسندیدہ نہیں ہے پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ بسم اللہ کے اعداد 786 نہیں بنتے، قمری حروف کی صورت میں "ال" لگا کر پڑھا جاتا ہے جب کہ شمسی حروف کے ساتھ "ال" لکھا تو جاتا ہے لیکن پڑھا نہیں جاتا۔ الرحمن اور الرحیم میں قمری حروف کی

صورت میں بسم اللہ کے اعداد کا مجموعہ 726 بنتا ہے یعنی کسی بھی صورت میں اس کا مجموعہ 786 نہیں بنتا، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر 786 ہے کیا؟ غالب امکان یہ ہے کہ 786 ہندوؤں کے بھگوان ہری کرشنا کے نام کے حروف کا مجموعہ ہے، حروف ابجد کے حساب سے اسی کے یہ اعداد نکلتے ہیں، برصغیر پاک و ہند کے مسلمان سیکڑوں برس تک ہندوؤں کے ساتھ اکٹھے رہے ہیں، وہ 786 استعمال کرتے ہوں گے، اس کی تشریح انھوں نے مسلمانوں کے سامنے غلط انداز میں کی ہوگی اور انھوں نے اس کو صحیح سمجھ کر 786 کا استعمال شروع کر دیا۔ بسم اللہ کے لیے اس طرح کے اعداد کا استعمال درحقیقت اللہ تعالی کی ناراضی کو دعوت دینے کے مترادف ہے، اس لیے ان اعداد کے استعمال سے مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہیے۔"

مذکورہ بالا جواب میں مفتی صاحب نے اسے بالکل غلط اور باطل قرار دیا ہے اور اس کا رشتہ ہندومت سے جوڑ دیا ہے اور یہ بھی دعوی کیا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اعداد کا مجموعہ قمری حروف کے حساب سے 1186 بنتا ہے اور شمسی حروف کے حساب سے 726 بنتا ہے، 786 تو کسی صورت میں نہیں بنتا، اس جواب کو پڑھ کر بہت سے لوگ تشویش میں مبتلا ہیں کیونکہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ بزرگان دین اسے اپنی تحریروں، خطوط اور تعویذات میں استعمال کرتے رہے ہیں اور اب بھی یہ روایت جاری ہے، لہذا گزارش ہے کہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں اس مسئلے کو حل کیجیے، تاکہ ہم جیسے لوگوں کا اضطراب رفع ہو۔

پروفیسر مفتی منیب الرحمن کا جواب:

سب سے پہلے تو یہ اطمینان کر لیجیے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اعداد کا مجموعہ ابجد کے حساب سے 786 ہی بنتا ہے، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

بسم=102، اللہ=66، الرحمن=329، الرحیم=289؛ میزان=786

قاعدہ یہ ہے کہ جو حروف مکتوب ہوتے ہیں ان کے اعداد کا حساب لگایا جاتا ہے، خواہ وہ شمسی ہوں یا قمری، تشدید کی صورت میں بھی چونکہ مکتوب ایک ہی حرف ہوتا ہے لہذا اس کے اعداد کو جمع کر لیا جاتا ہے، لفظ اللہ اور الرحمن پر کھڑی زبر بصورت حرف نہیں ہے بلکہ بصورت حرکت ہے، لہذا اس کا عدد بھی حساب میں نہیں آئے گا۔ ہمارے ہاں ایک المیہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی علم یا فن کا ماہر ہو یا نہ ہو، اس میں ٹانگ ضرور اڑاتا ہے، اور نہ صرف ماہرانہ رائے دیتا ہے بلکہ اپنی رائے کو حرف آخر سمجھتا ہے اور حجت قاطع قرار دیتا ہے اور اس معاملے میں سب سے زیادہ مظلوم اسلام اور شریعت ہے، بقول شاعر

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہل نظر گئی

ابجد کے اصول کا عربی اصطلاحی نام "جُمَل" یا "جُمَّل" ہے۔

مفتی صاحب نے دوسری مغالطہ آرائی یا خود ساختہ اجتہاد یہ کیا ہے کہ 786 کے اعداد کو ہندوؤں کے بھگوان "ہری کرشنا" کے اعداد کا مجموعہ قرار دے کر اس سے ظاہر کیا ہے کہ یہ ایک مشرکانہ کلمہ ہے۔ اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ "ہری کرشنا"

سنسکرت کا لفظ ہے، نہ کہ عربی کا، اور "جمل" کا حساب عربی کا ہے اور اردو میں بعینہ عربی کے حروف مستعمل ہونے کی وجہ سے اسے اردو میں بھی اختیار کر لیا جاتا ہے، کیونکہ اردو کے اصل ماخذ عربی اور فارسی ہیں، سنسکرت میں تو جمل کے حساب کو جاری کرنے والے مفتی حسام اللہ شریفی صاحب پہلے فرد ہیں۔ اعتبار تو اسی رسم الخط کا ہوتا ہے، جس کا وہ کلمہ یا حرف ہے، سنسکرت کی تو ابجد (Alphabetic)، ان کا رسم الخط اور تلفظ بالکل جدا ہے، کسی ماہر سنسکرت سے "ہری کرشنا" لکھوا کر دیکھ لیجیے، اس کے بعض حروف کے مشابہ بحساب جمل ابجد کا کوئی بھی حرف نہیں ہے۔ حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی صاحب رحمہ اللہ تعالی کے بقول بہت ہی کھینچ تان کر اعداد کو جوڑ بھی لیا جائے (یعنی سنسکرت کے ہری کرشنا کے اصل حروف) تو زیادہ سے زیادہ 436 بنتے ہیں، لیکن اگر کسی کو خواہ مخواہ مسلمانوں کا ہندو مت سے رشتہ جوڑنے یا اس سے متاثر قرار دینے کا شوق ہو تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ

بر میں عقل و دانش بباید گریست

اب دیکھنے سنسکرت کے حروف تہجی بھ، پ، ٹ، ٹھ، جھ، چھ، دھا، کھا، گ، گھا وغیرہ عربی میں کہاں ہیں، اور جن ہندی یا سنسکرت کے الفاظ میں یہ حروف تہجی استعمال ہوں گے، ان کے اعداد کا حساب مفتی صاحب موصوف کیسے کریں گے، یا ان کے "جمل" کے نئے قواعد وضع کریں گے، کیا مفتی صاحب ناقابل تردید دلائل سے یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ سنسکرت یا ہندو مت میں جمل کا حساب رائج تھا۔

ہمارا یہ موقف کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے لیے 786 کا عدد اہل علم کے ہاں

استعمال ہوتا رہا ہے، تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ اس وقت میرے سامنے ایک "علم المیراث" کا رسالہ ہے جس کا نام ہے "مفید الوارثین مکمل" اور یہ نام بھی "جمل" کے حساب سے رکھا گیا ہے، یعنی رسالے کا سنہ طباعت بھی 1349ھ ہے اور کتاب کے مذکورہ بالا نام کے اعداد کا مجموعہ بھی 1349 بنتا ہے، یہ رسالہ دارالاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور سے شائع ہوا ہے اور اس کے مصنف دارالعلوم کے ایک بزرگ نامی گرامی مدرس سید اصغر حسین ہیں، وہ کتاب کے صفحہ نمبر 232 پر لکھتے ہیں:

"ایک طویل کاغذ لے کر اس کی پیشانی پر" ھوالباقی "یا" بسم اللہ "لکھو، یا بسم اللہ کے اعداد 786 لکھو، وغیرہ۔

امام احمد رضا خان قادری رحمہ اللہ تعالی کی کتابوں کے نام بھی ''جمل'' کے حساب سے اعداد کے مطابق ہیں۔

باقی یہ امر مسلم ہے کہ ہر نیک اور اہم کام کا آغاز "بسم اللہ" سے کرنا چاہیے۔ اگر وہ کام کوئی اچھی تحریر، تصنیف یا خط کتابت ہے تو اس کے شروع میں بھی "بسم اللہ" لکھنا مسنون، مستحب اور مستحسن امر ہے، اس سے اس کام میں بھی برکت پیدا ہوتی ہے۔ اور اس تحریر میں بھی برکت ہوتی ہے لیکن کسی تحریر یا خط کتابت کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اس وقت لکھا جائے جب یہ ظن غالب یا کم از کم ''مخاطب'' اور ''مکتوب الیہ'' کے بارے میں حسن ظن ہو کہ وہ اس کا ادب واحترام ملحوظ رکھیں گے، اسے قدموں کے نیچے یا کسی ڈسٹ بن اور کوڑے دان میں نہیں پھینکیں گے اور اگر خدانخواستہ بے ادبی کا گمان یا یقین ہو تو پھر خط کتابت یا تحریر کے شروع میں بسم اللہ ہرگز

نہ لکھی جائے بلکہ خط کتابت یا تحریر شروع کرنے سے پہلے زبانی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لے اور پھر لکھنا شروع کردے۔ ہمارے فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ اگر کفار کی بستی میں جاتا ہو اور یقین یا ظن غالب ہو کہ قرآن مجید لے کر جائیں گے اور وہ ان کے ہاتھ لگ گیا تو وہ اس کی بے حرمتی کریں گے تو پھر ایسی صورت حال میں قرآن مجید ساتھ لے کر نہ جائیں۔

یہ عقیدہ یا نظریہ کسی کا نہیں کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے یا پڑھنے کے بجائے 786 کا عدد لکھا جائے یا پڑھ لیا جائے تو بسم اللہ کا ثواب ملے گا، کیونکہ یہ عقیدہ اختیار کرنے سے سنت بسم اللہ کا ترک لازم آئے گا، جس کا ہم تصور بھی نہیں کرسکتے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ جب 786 بسم اللہ کا متبادل یا اس کے قائم مقام نہیں ہے تو لکھنے کا کیا فائدہ؟

آپ کو معلوم ہے کہ بعض کوڈ ورڈز (Code Words) یا اشاراتی الفاظ یا نشانات ہوتے ہیں، جو مسلح افواج سیکیورٹی انجینئر اور بعض سراغ رسانی کے اداروں یا شعبہ جات میں استعمال ہوتے ہیں اور اس شعبہ سے وابستہ افراد کا ذہن ان کے سنتے ہی یا ان پر نظر پڑتے ہی ان معانی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ جن کے لیے انھیں وضع کیا گیا ہے۔ تو اگر خط یا تحریر کے شروع میں 786 کا عدد لکھا ہو اور اس پر نظر پڑتے ہی قاری کا ذہن بسم اللہ کی طرف منتقل ہو جائے اور وہ فوراً بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لے تو یہ بھی بہت بڑا فائدہ ہے، بے ادبی سے بھی بچ گئے اور سنت بسم اللہ کا اجر بھی پالیا۔ یہ تو طے ہے کہ 786 کا لکھنا کسی کے نزدیک بھی واجب یا سنت کے

درجے میں نہیں ہے اوراس کے ترک سے کوئی شرعی خرابی لازم نہیں آتی لیکن اگراس پر نظر پڑتے ہی بندے کا ذہن متوجہ ہوجائے اور وہ بسم اللہ پڑھ لے تو یہ اس جہت سے ایک مستحسن امر ہوگا۔

یہ مسئلہ کہ اعداد میں کوئی تاثیر ہے یانہیں؟ میری نظر میں اس کے لیے کوئی دلیل شرعی نہیں ہے۔ لیکن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سمیت دیگر متعدّد مسلمہ اکابر امت تعویزات میں ان کا استعمال کرتے رہے ہیں اور ہماراان سب اکابر امت کے بارے میں حسن ظن ہے کہ یہ کسی خلاف شرع امر پر مجتمع نہیں ہوسکتے اور حضور ﷺ کاارشاد مبارک ہے:

لا تجتمع امتی علی الضلالة

"میری امت گمراہی پر مجتمع نہیں ہوسکتی (الحدیث)"

توارث وتواتر کے ساتھ اکابر وصلحا وامت کا عمل یہ بتاتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ عمل مجرب ہے۔ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ جمل یا ابجد یا حروف کے اعداد کا تصور مسلمانوں میں کب سے متعارف تھا، تو اس سلسلے میں گزارش ہے کہ مسلمان عہد رسالت میں بھی اس سے آشنا تھے، چنانچہ علامہ قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضادی شیرازی متوفی 685ھ نے اپنی معرکۃ الآراء تفسیر انوار التنزیل میں الم کی بحث میں یہ حدیث نقل کی ہے:

اوالی مدد اقوام وأجال یا بعض سورتوں کے شروع میں

بحساب الجمل کا قاله مذکور ان حروف مقطعات سے

ابوالعالية ممسكا بما روى انه عليه الصلوة والسلام لما اتاه اليهود تلى عليهم الٓمّٓ، البقره، فحسبوه وقالوا كيف ندخل في دين مدته احدى وسبعون سنة؟ فتبسم رسول الله ﷺ، فقالوا: هل غيره، فقال: الٓمّٓصٓ، الٓر، الٓمّٓر، وغيره، فقالوا: خلطت علينا فلاندرى بايها ناخذ

بحساب جمل بعض قوموں کی بقا کی معیاد کی طرف اشارہ ہے، جیسا کہ ابوالعالیہ نے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث سے استدلال کیا ہے، کہ جب یہود آپ کے پاس آئے تو آپ نے انھیں "الٓمّٓ، البقرہ" پڑھ کر سنائی تو انھوں نے حساب لگایا اور کہا کہ "ہم ایسے دین میں کیسے داخل ہوں، جس کی کل مدت ہی 71 سال ہے" تو رسول اللہ ﷺ یہ سن کر مسکرائے، تو اس پر یہود نے پوچھا: کیا اس کے علاوہ بھی کچھ ہے؟

پھر آپ نے الٓمّٓصٓ، الٓر، الٓمّٓر، وغیرہ دیگر ایسی آیات پڑھ کر سنائیں تو انھوں نے کہ کہا: آپ نے معاملہ ہم پر مشتبہ کر دیا۔ اب

ہمیں سمجھ نہیں آرہا کہ ہم ان میں
سے کسے بنیاد بنا کر حساب لگائیں"

اس پر بحث کرتے ہوئے علامہ قاضی بیضاوی لکھتے ہیں کہ:

رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا یہود کے اس استدلال کو رد نہ کرنا (یعنی جمل کا حساب لگانا اور اسے ثابت و قائم رکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے نزدیک اصولی طور پر حساب لگانا خلاف شرع نہیں ہے۔ گویا یہ حدیث تقریری ہے۔

ہمیں اصل کتب حدیث میں یہ حدیث نہیں ملی لیکن بیضاوی کے محشی شیخ حبیب الرحمن کاندھلوی نے لکھا ہے کہ امام بخاری نے اسے تاریخ البخاری میں روایت کیا ہے۔ اس پر اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ جمل کا حساب تو اپنی اصل کے اعتبار سے عربی نہیں ہے، لیکن بعض اوقات غیر عربی کوئی چیز جب اہل عرب میں متعارف و مشہور ہو جائے تو اسے قبول کر کے عربیت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ کئی عربی الفاظ (جیسے مشکوۃ، سجیل، قسطاس) کو معرب کر کے عربی میں داخل کر دیا گیا ہے اور قرآن میں انھیں استعمال کیا جاتا ہے، حالانکہ اللہ تعالی کا واضح ارشاد ہے:

انا انزلنه قرءٰنا عربیا

ہم نے اسے (قرآن کو) عربی میں نازل کیا ہے۔ (یوسف:2)

وهذا لسان عربی مبین

اور یہ واضح عربی زبان ہے (النحل:103)[1]

---

(1) تفہیم المسائل، از پروفیسر مفتی منیب الرحمن، ج2، ص349 تا355، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ط2011ء

پانچواں حوالہ
فتاوی فقیہ ملت

ہرے کرشنا کے اعداد

تفہیم المسائل کے حوالے سے اس پر بیان گزر چکا کہ 786 وغیرہ کو ہندو مت سے جوڑنا کسی طرح درست نہیں ہے۔ اب ہم اس پر مزید تفصیل پیش کر رہے ہیں۔ فتاوی فقیہ ملت میں ایک سوال اس تعلق سے کچھ یوں کیا گیا:

سوال:

مسجد کی دیوار پر 786 لکھا ہوا ہے امام صاحب کہتے ہیں اسے اکھاڑ کر پھینک دو اور وہ کہتے ہیں خط وغیرہ کسی بھی چیز پر 786 نہیں لکھنا چاہیے اس لیے کہ 786 ہری کرشنا کا عدد ہے تو کیا یہ صحیح ہے؟ اگر نہیں تو ایسے امام کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور جتنی نمازیں پڑھی گئیں ان کا کیا حکم ہے؟ بینو توجروا

الجواب:

امام مذکور کا یہ کہنا غلط ہے کہ خط وغیرہ کسی بھی چیز پر 786 نہیں لکھنا چاہیے اور اس کا یہ کہنا کہ اس کو مسجد کی دیوار سے اکھاڑ کر پھینک دو اس لیے کہ یہ ہری کرشنا کا عدد ہے محض اس کی جہالت اور حماقت ہے وہ جمل کے قاعدے سے بالکل ناواقف ہے اس لیے کہ جمل کا حساب عربی حروف کے ساتھ خاص ہے ہندی، سنسکرت میں نہ یہ طریقہ رائج ہے اور نہ ان کے حروف، حروف تہجی کے مطابق ہیں۔ جمل کے حساب میں جو گنتیاں ہیں وہ 28 ہیں اور عربی کے حروف تہجی بھی 28 ہیں جب کہ سنسکرت کے

حروف تہجی 36 ہیں جس میں الف سرے سے ہے ہی نہیں۔ الف کو سنسکرت میں شبد و حرف نہیں مانتے ماترا مانتے ہیں جب کہ جمل کے حساب میں پہلا حرف الف (ہمزہ) ہے جس کا عدد ایک ہے نیز جمل کے بہت سے حروف سنسکرت میں بالکل نہیں ہیں مثلاً ثاء، حا، خا، ذ، ظا، ص، ض، طا، ع، غ، فا، ق، اور بہت سے سنسکرت کے حروف تہجی جمل کے حساب میں نہیں مثلاً بھ، پ، ٹ، ٹھ، جھ، ج، چھ، دھا، ڈ، ڈھا، گ، گھا، کھا وغیرہ۔

اگر جمل کا حساب سنسکرت وغیرہ میں ہوتا تو ان کے ہر حروف تہجی کا کوئی نہ کوئی عدد ضرور ہوتا۔ سنسکرت اور ہندی کے تمام حروف تہجی کا عدد نہ ہونا اور عربی کے ہر ہر حرف تہجی کا عدد ہونا تو یہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ جمل کا حساب صرف عربی کلمات اور حروف میں معتبر ہے اور دیگر زبانوں کے کلمات اور حروف میں اس کا اعتبار نہیں۔ اور اس لیے بھی 786 ہری کرشنا کا عدد نہیں کہ اس میں اعتبار اسی رسم الخط کا ہوگا جس زبان کا وہ کلمہ ہے۔

ہری کرشنا سنسکرت کا لفظ ہے اور سنسکرت میں اسے اس طرح لکھتے ہیں:

हरि कृष्णा

(ہری کرشنا)

ह

کو "ہ" مانیے،

र

کو "ر" مانیے،

ई

کی ماترا کو "ی" مانیے،

कृ

کو "ک اور ر" مانیے، اور

णा

میں "अ" کی ماترا کو "الف" مانیے، بالترتیب ان کے عدد اس طرح ہوں گے:

5، 200، 10، 20، 200 اور 1، کیوں کہ "ण" اور "ष" کے مماثل ابجد میں کوئی حرف نہیں زبردستی "ष" کو "ش" اور "ण" کو "ن" مان کر 786 عدد نکالنا جمل کے حساب سے بالکل صحیح نہیں نہ یہ لفظ اردو کا اور نہ اردو رسم الخط کا اعتبار ہوگا جس زبان کا لفظ ہے اسی زبان کے رسم الخط کا اعتبار لازم وضروری ہے۔ تو اوپر کیے گئے حساب کے مطابق "ہری کرشنا" کے عدد 786 نہیں بلکہ 436 ہیں۔

اور اگر اس کو کسی طرح اردو رسم الخط میں لا کر 786 عدد مان بھی لیں تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ محض اس وجہ سے 786 لکھنا صحیح نہ رہے اس میں قطعًا کسی سنی صحیح العقیدہ مسلمان کی نیت ہرگز یہ نہیں ہوتی کہ یہ ہری کرشنا کا عدد ہے بلکہ لوگ اسے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا عدد سمجھ کر اسی کی نیت سے لکھتے ہیں اور جس کی جیسی نیت ہوگی اس کے لیے ویسا ہی حکم ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے: إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى یعنی اعمال کا مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہ ہے جو اس

نے نیت کی۔[1]

لہذا مسجد کی دیوار پر اور خط وغیرہ کسی بھی چیز پر 786 لکھنا غلط نہیں جائز و درست ہے۔ اور صورت مستفسرہ سے ظاہر یہ ہے کہ وہ امام وہابی، دیوبندی ہے کیوں کہ یہ اعتراض وہی لوگ بڑی کثرت سے کر رہے ہیں۔ یقین کے لیے مولوی اشرفعلی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی کی کفری عبارتیں مندرجہ حفظ الایمان صفحہ 8، تحذیر الناس صفحہ 3، 14، 128 اور براہین قاطعہ صفحہ 51 تقریرا یا تحریرا اس کے سامنے پیش کی جائیں کہ جن کے سبب مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور برما وغیرہ کے سینکڑوں علماے کرام و مفتیان عظام نے مولویان مذکور کو قطعًا، یقینا کافر و مرتد قرار دیا ہے۔ اگر امام ان مولویوں کو اچھا سمجھتا ہے یا کم از کم مسلمان جانے یا ان کے کفر میں شک ہی کرے تو بمطابق فتوی حسام الحرمین وہ بھی کافر و مرتد ہے اس لیے کہ فقہائے کرام نے ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"من شك في كفره و عذابه فقد كفر."

لہذا اس صورت میں امام مذکور کے پیچھے نماز پڑھنا ہرگز جائز نہیں اور جتنی نمازیں پڑھی گئیں ان سب کا لوٹانا واجب جیسا کہ اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں: دیوبندی عقیدے والوں کے پیچھے نماز باطل ہے۔ ہوگی ہی نہیں فرض سر پر رہے گا اور ان کے پیچھے پڑھنے کا شدید عظیم گناہ فتح

(1) بخاری و مسلم، مشکوۃ، ص11

القدیر شرح ہدایہ میں ہے:

"لاتجوز الصلاۃ خلف اهل الاهواء اه ملخصا"

(فتاوی رضویہ، جلد سوم، صفحہ 235)

واللہ تعالی اعلم [1]

الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدی

کتبہ: محمد اویس القادری امجدی مورانوی

(1) انظر: فتاوی فقیہ ملت، ج2، کتاب خطر والاباحۃ، ص283، 284، ط شبیر برادرز لاہور، س2005ء

چھٹا حوالہ

فتاوی بحر العلوم

تعویذات میں اعداد

سوال

سوال کیا گیا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے عدد 786 ہیں۔ فقہ کی کتابوں میں عدد نہ لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت بھی تحریر کیے ہیں اور دوسرے مقام پر اعلی حضرت بسم اللہ کے عدد دائیں طرف سے تحریر فرماتے تھے، 6 کے بعد 7 اور پھر 8 دریافت طلب امر یہ ہے کہ کتب فقہ میں عدد نہ لکھنے کا حکم اور تعویذات میں لکھتے ہیں آخر کیا حکم ہے؟ تحریر کریں۔

الجواب

بحر العلوم، مفتی عبد المنان اعظمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

آپ نے فقہ کی کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ عدد نہ لکھا جائے امید ہے کہ حوالہ سے مطلع کریں گے۔ تعویذات میں اعداد کا استعمال شائع وذائع ہے۔ اسی طرح خطوط و رسائل میں لفظ اللہ کو بے ادبی سے بچانے کے لیے 786 وغیرہ اعداد لکھنے کا رواج ہے اور یہ بہتر ہے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنے فتاوی جلد نہم میں فرماتے ہیں: کفار کو اگر تعویذ دیے جائیں تو مضمر (اعداد) میں، انھیں مظہر کی اجازت نہیں (ص 112)[1]

(1) دیکھیے: فتاوی بحر العلوم، ج6، ص 393، 394، ط شبیر برادرز لاہور، س 1431ھ

ساتواں حوالہ

فتاوی یورپ وبرطانیہ

ابجد نقشہ

فتاوی یورپ وبرطانیہ میں ہے کہ حروف ابجد کے اعتبار سے یہ (786) بسم اللہ شریف کے اعداد ہیں اور ان کو بسم اللہ شریف کی جگہ لکھا جاتا ہے۔ حروف ابجد کا ٹیبل مع اعداد درج ذیل ہے۔

ز	و	ھ	د	ج	ب	ا
7	6	5	4	3	2	1
ن	م	ل	ک	ی	ط	ح
50	40	30	20	10	9	8
ش	ر	ق	ص	ف	ع	س
300	200	100	90	80	70	60
غ	ظ	ض	ذ	خ	ث	ت
1000	900	800	700	600	500	400

ب=2 س=60 م=40 ا=1 ل=30 ہ=5 ا=1 ل=30 ح=8 م=40

ن=50 ا=1 ل=30 ر=200 ح=8 ی=10 م=40

ان تمام اعداد کو جمع کرنے سے مجموعہ 786 آتا ہے۔[1]

(1) فتاوی یورپ وبرطانیہ، ص384، کتاب الخطر والاباحۃ، ط مکتبہ ضیاے اہل سنت، س1439ھ

آٹھواں حوالہ
فتاوی بحر العلوم

سوال

(1)786اور92لکھنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(2)کیابسم اللہ الرحمن الرحیم کی جگہ786،اور محمد ﷺ کی جگہ 92 لکھنا جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو اس کی نوعیت کیا ہے؟ اس کے اعداد کس طرح نکالے جائیں گے؟

(3) بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ 786 سے در اصل اہل ہنود کے بھگوان ہرے کرشنا، کے نام کے اعداد ہیں، اس کے تمام نمبروں کو ٹوٹل کرنے سے 786 ہوتا ہے، لہذا 786 لکھنا یا بولنا شرک وبدعت ہے تو ایسے شخص پر شرعی حکم کیا ہے؟

نوٹ: ان سوالات کے جواب حتی المقدور قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل طریقے سے تحریر فرمائیں، عیب نوازش ہوگی۔

الجواب:

اس سوال کے جواب میں بحر العلوم، علامہ مفتی عبد المنان اعظمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: حدیث شریف میں ہے: ہر اچھے کام کی ابتدا بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کرنی چاہیے:

كل أمر ذي بال لا يبدأ فيه ببسم الله فهو أبتر أقطع [1]

(1)الدر المنثور:۱/۱۰

اس حدیث کی امام عینی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی شرح بخاری کی ابتدا میں تصریح فرمائی ہے۔ تحریری کام کی ابتدا میں اس کو قلم سے لکھنا ضروری نہیں۔ زبان سے بھی کہہ دیا جائے تو سنت ادا ہو جائے گی، اس امر کی تصریح بخاری کی شرح میں امام عینی نے کی، اور حضرت مولانا عبد الرحمن رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے شرح جامی میں فرمائی لیکن القلم احد اللسانین تحریر کی ابتدا میں افضل یہ ہوگا کہ دونوں ہی طریقوں سے اس مبارک کلمہ کو ادا کیا جائے۔ اور تحریر کی صورت میں کسی ایک رسم الخط کی پابندی نہیں، آدمی کسی بھی رسم الخط میں لکھ سکتا ہے، یہ کہنا کہ صرف عربی رسم الخط ہونا چاہیے، ہندی میں لکھنا بدعت ہے، اپنی جہالت کا ثبوت ہے۔

عددی تحریر کا نام رمزی رسم الخط ہے۔ جس میں تمام حروف تہجی کے لیے اعداد کا استعمال ہوتا ہے جیسے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی رمزی تحریر کی تفصیل اس طرح ہوگی:

ب=2 س=60 م=40 ا=1 ل=30 ہ=5 ا=1 ل=30 ح=8 م=40

ن=50 ا=1 ل=30 ر=200 ح=8 ی=10 م=40

ان اعداد کی بسم اللہ الرحمن الرحیم کے مفردات پر دلالت التزامی ہے۔ دلالت التزامی کی بھی وہ قسم جس میں لازم وملزوم کے تصور سے جزم باللزوم ہوتا ہے، ان اعداد کو اسی ترکیب سے لکھا دیکھ کر یہ پتا چل جائے گا کہ بسم اللہ شریف کی رمزی تحریر ہے۔ اور ان اعداد کا مجموعہ بسم اللہ شریف کا اجمال ہے، تو یہ عددی تحریر بھی ایک رسم الخط ہی ہے، اور اس تحریر میں لکھنا بھی ابتدا بسم اللہ کے علوم میں داخل ہے تو اس کو بدعت ممنوعہ میں داخل کرنا بڑی جہالت اور لاعلمی ہوگی۔

مذکورہ بالا تفصیل سے ظاہر ہوا کہ عددی تحریر کے لیے وضع جدید اور اصطلاح و محاورہ خاص کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ اصحاب علم تکسیر نقوش کے لیے آیات و اسمائے الٰہی کے اعداد نکال کر اس اصول پر تعویذوں کی خانہ پوری کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فتاوی رضویہ نہم ص 112 پر فرماتے ہیں:

کفار کو اگر نقوش دیے جائیں تو مضمر، انھیں مظہر کی اجازت نہیں۔

اور تاریخ گو ادبا و شعرا بھی انھیں خطوط پر اشیاء اور حوادث کی تاریخ بیان کرتے ہیں۔ اور اختصار و اجمال کا یہ طریقہ خاص طور سے اہل اسلام میں شائع وذائع ہے۔ بلکہ خود معاملات شرع میں بھی حروف تہجی کے ذریعہ یہ اجمال و اختصار جاری و ساری ہے، عام طور سے لفظ "حوقل" سے لاحول ولاقوہ کے کہنے کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ لفظ "تہلیل" سے لاالہ الا اللہ کہنے کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور لفظ "استرجاع" کہ کر یہ مراد لیا جاتا ہے کہ میں "انا للہ و انا الیہ راجعون" کہتا ہوں تو اس طرح کے اختصار و اجمال کا استعمال بوقت ضرورت شرعاً ناجائز و ممنوع نہ ہوا۔

اور ہرے کرشنا کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔

اولا: 786 کے عدد کو ہرے کرشنا کے لیے نہ مسلمانوں نے وضع کیا ہے نہ ہندوؤں نے بلکہ ہندو تو رمز واجمال کی اس صنعت سے ہی نابلد ہیں۔ پس بسم اللہ کے لیے 786 کی طرح ہری کرشنا کے لیے نہ تو اس کی جدید وضع ہوئی، نہ اصطلاح خاص بنی، اور جب 786 لفظ ہرے کرشنا کے لیے وضع ہی نہیں ہوا، تو اعداد کے اس اتفاقی اتحاد و اشتراک کو شرک کہنا علم و دیانت سے کوسوں دور ہے۔

ثانیا: یہ اتفاقی اتحاد بھی صرف رمز و اجمال میں ہے، مرتبہ تفصیل میں ان دونوں میں کوئی مطابقت نہیں۔ بسم اللہ شریف کا تفصیلی رمز ہم اوپر لکھ آئے، ہری کرشنا کا اولا تو کوئی اجمالی مضمر ہے نہ تفصیلی۔ اگر اہل تکسیر کی اصطلاح پر قیاس کر کے اس کی رمزی تفصیل نکالی جائے تو اس طرح ہوگی

1+50+300+200+20+10+200+5

تو بسم اللہ الخ اور ہری کرشنا کے رمز اجمالی گو متفق ہوں تفصیلی مضمر میں کوئی مطابقت نہیں۔ بسم اللہ شریف کا رمزی عدد دو سے شروع ہو کر عدد چالیس پر ختم ہوتا ہے اور ہری کرشنا 5 سے شروع ہو کر 1 پر ختم ہوتا ہے۔ ہری کرشنا کے مفردات کل 8 ہیں، اور بسم اللہ شریف کے 19۔ پس جن دو چیزوں کے مرتبۂ تفصیل میں یہ اختلافات ہوں، ان کے اجمالوں کو حکم میں کس طرح متفق اور متحد قرار دیا جاسکتا ہے؟ پس اسے بلا کسی دلیل کے شرک قرار دینا وہابیت کی بیماری ہے، کہ

ہرچہ پیدامی شوداز درد پندارم توئی

ثالثا: تفصیل کے اس تضاد و اختلاف کے بعد اجمال کے اتحاد کی وجہ سے دونوں کا حکم ایک نہیں۔ بلکہ ہر اجمال کا حکم اس کی حقیقت کے اظہار سے ہوگا۔ دیکھیے! پیشاب اور زعفران کا پانی دونوں کا رنگ ایک (پیلا ہوتا ہے) لیکن ایک رنگ کو تبنی اور دوسرے کو زعفرانی، ایک ناپاک غلیظ بدبودار، اور مضر دوسرا طیب و خوشبودار، اور جسم و روح کو تقویت دینے والا ہوتا ہے۔

اعلی حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں

فرماتے ہیں:

سوال: ایک رافضی نے کہا آیت کریمہ "اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ" (السجدۃ:۲۲) کے عدد 1202 ہیں اور یہی عدد ابو بکر عمر عثمان کے ہیں۔

جواب: روافض لعنہم اللہ کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سروپا پادر ہوا پر ہے۔ ہر آیت عذاب کے عدد اسمائے اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں، اور ہر آیت ثواب کے اسمائے کفار سے۔ جس طرح اس آیت عذاب کے اعداد اس نے خلفائے راشدین کے اسما کے مطابق بتائے، یہی عدد مندرجہ ذیل اسما کے ہیں:
یزید، ابلیس، ابن زیاد، شیطان، الطاق، کلینی، ابن بابویہ، قمی، طوسی، حلی وغیرہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے تین صاحب زادوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان ہیں۔ رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا، کوئی ناصبی ادھر پھیر دے گا۔ الغرض ایسے اتفاقی اتحاد اعدادی سے ایک کو دوسرے پر محمول کرنا، یا ایک کا حکم دوسرے پر لگانا صحیح نہیں۔

اب صرف ایک سوال کا جواب رہ گیا ہے۔ آخر اہل اسلام نے اجمال و اختصار کا یہ طریقہ کیوں اختیار کیا، سنیے: قرآن کے بارے میں حکم ہے کہ

"ولا یمسہ إلا المطھرون" (الواقعة:79)

اس کو پاک لوگ ہی چھوئیں" اور تعویذ یا خطوط وغیرہ پر اصل آیات لکھنے سے یہ احترام باقی نہیں رہے گا۔ پاک و ناپاک ہر کوئی اسے چھوتا ہے، اور بھلی اور بری جگہ وہ

پڑتا ہے، اس رمزی تحریر سے تبرک و تاثیر کا فائدہ حاصل ہو جاتا ہے، اور آدمی توہین اور بے حرمتی سے بچ بھی جاتا ہے کہ اس کے بارے میں مظہر اور مضمر کا حکم علیحدہ علیحدہ ہے۔ واللہ تعالی اعلم[1]

(1) دیکھیے: فتاوی بحر العلوم، ج5، ص351 تا354، ط شبیر برادرز لاہور، س1431ھ

نواں حوالہ

فتاوی مرکز تربیت افتا

ہرے کرشنا کا عدد

یہ کہنا کہ 786 بسم اللہ نہیں ہری کشن کا عدد ہے، صحیح ہے یا نہیں ؟

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اعداد 786 ہوتے ہیں یا نہیں۔ زید ایک مسجد کا امام ہے اس کا کہنا ہے کہ بسم اللہ شریف کے اعداد 786 ہیں ہی نہیں ہاں البتہ "ہری کشن" کے ضرور یہ اعداد میں کیا میری ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:

بیشک بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اعداد 786 ہوتے ہیں۔ زید امام کا یہ کہنا کہ بسم اللہ شریف کے اعداد 786 ہیں ہی نہیں ہاں البتہ ہری کرشن کے ضرور یہ اعداد ہیں محض غلط اور اس کی جہالت ہے وہ جمل کے قاعدہ سے بالکل واقف نہیں اس لیے کہ جمل کا حساب عربی حروف کے ساتھ خاص ہے۔ ہندی، سنسکرت میں نہ ہی یہ طریقہ رائج ہے اور نہ ان کے حروف، حروف تہجی کے مطابق ہیں۔ جمل کے حساب میں جو گنتیاں ہیں وہ 28 ہیں اور عربی کے حروف بھی 28 ہیں اور سنسکرت کے حروف تہجی 36 ہیں جس میں الف سرے سے ہے ہی نہیں۔ الف کو سنسکرت میں حرف نہیں مانتے ماترا مانتے ہیں جب کہ جمل کے حساب میں پہلا حرف الف ہے جس کا عدد ایک ہے۔

نیز جمل کے بہت سے حروف سنسکرت میں بالکل نہیں ہیں مثلاً ح، خ، ذ، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ف، ق اور بہت سے سنسکرت کے حروف تہجی جمل کے حساب میں نہیں۔ مثلا بھ، پ، ٹ، اٹھ، جھ، چ، چھ، دھا، ڈ، ڈھ، گ، گھا، کھا وغیرہ اگر جمل کا حساب سنسکرت وغیرہ میں ہوتا تو ان کے ہر حروف تہجی کا کوئی نہ کوئی عدد ضرور ہوتا۔ ہندی سنسکرت کے تمام حروف تہجی کا عدد نہ ہونا اور عربی کے ہر حرف تہجی کا عدد ہونا اس بات پر واضح دلیل ہے کہ جمل کا حساب صرف عربی کلمات اور حروف میں معتبر ہے۔ دیگر زبانوں کے کلمات اور حروف میں اس کا اعتبار نہیں۔ اور اس لیے بھی "786" ہری کرشن کا عدد نہیں کہ اس میں اعتبار اسی رسم الخط کا ہوگا جس زبان کا وہ کلمہ ہے۔ ہری کرشن سنسکرت زبان کا لفظ ہے اور سنسکرت میں اسے اس طرح لکھتے ہیں:

ہری کرشن

हरि कृष्णा

ह

کو "ہ" مانیے،

र

کو "ر" مانیے،

ई

کی ماترا کو "ی" مانیے،

कृ

کو "ک اور ر" مانیے، اور

णा میں "अ" کی ماترا کو "الف" مانیے، بالترتیب ان کے عدد اس طرح ہوں گے: 5، 200، 10، 20، 200 اور 1، کیوں کہ "ण" اور "ष" کے مماثل ابجد میں کوئی حرف نہیں زبردستی "ष" کو "ش" اور "ण" کو "ن" مان کر 786 عدد نکالنا جمل کے حساب سے بالکل صحیح نہیں نہ یہ لفظ اردو کا اور نہ اردو رسم الخط کا اعتبار ہوگا جس زبان کا لفظ ہے اسی زبان کے رسم الخط کا اعتبار لازم وضروری ہے۔ تو اوپر کیے گئے حساب کے مطابق "ہری کرشنا" کے عدد 786 نہیں بلکہ 436 ہیں۔ اور اگر اس کو کسی طرح اردو رسم الخط میں لاکر 786 عدد مان بھی لیں تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ محض اس وجہ سے 786 لکھنا صحیح نہ رہے اس میں قطعاً کسی سنی صحیح العقیدہ مسلمان کی نیت ہرگز نہیں ہوتی کہ یہ ہری کرشن کا عدد ہے۔ بلکہ لوگ اسے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا عدد سمجھ کر اس نیت سے لکھتے ہیں اور جس کی جیسی نیت ہوگی اس کے لیے ویسا ہی حکم ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، یعنی اعمال کا مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہ ہے جو اس نے نیت کی۔ (بخاری، ج1، ص2) [1]

کتبہ محمد ہارون رشید قادری

الجواب الصحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب الصحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

(1) دیکھیے: فتاوی مرکز تربیت افتا، ج2، ص656، ط فقیہ ملت اکیڈمی، س1436ھ

دسواں حوالہ

فتاوی بحر العلوم

سوال:

ایک تفصیلی سوال کیا گیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا 786 کے ساتھ 92 لکھا جا سکتا ہے؟ اور کیا ایسا کرنا کوئی فرقہ پرستی ہے؟

الجواب:

بحر العلوم، علامہ مفتی عبد المنان اعظمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

786 کے نیچے 92 لکھنے کا رواج ضرور ہے (اس کے افتتاح کی تاریخ بتانا مشکل ہے مگر) شرعا کوئی حرج نہیں، جب اسلام کے بنیادی کلمے میں اللہ کے اسم مبارک کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا نام مبارک ہے تو بسم اللہ شریف کے بعد اسم رسالت لکھنا کیوں منع ہو گا، اس کو فرقہ پرستی سے تعبیر کرنا یا اس وجہ سے ہو کہ وہ شخص خود گمراہ ہو کہ اس کو نام محمد ﷺ سے چڑ ہوتی ہے یا وہ شخص غافل ہے اور کسی نے اس کو ورغلا دیا ہو۔[1]

(1) دیکھیے: فتاوی بحر العلوم، ج1، ص365، ط شبیر برادرز لاہور، س1431ھ

گیارہواں حوالہ

تنویر الفتاوی

سوال:

تنویر فتاوی میں سوال یہ ہے:

علمائے دین کیا فرماتے ہیں کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بجائے 786 لکھنا کیا ہندوؤں کی رسم ہے یا اس کا لکھنا جائز ہے؟

الجواب:

صورت مسئولہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بجائے اپنی تحریرات میں 786 لکھنا جائز ہے کیونکہ یہ اصل میں اللہ تعالی کے اسماء مبارکہ کی بے ادبی سے بچنے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ مفتی محمد وقارالدین رضوی لکھتے ہیں:

احادیث میں فرمایا جو کام بسم اللہ الرحمن الرحیم اور الحمدللہ سے شروع نہ کیا جائے وہ نامکمل رہتا ہے اور خیر و برکت سے خالی ہوتا ہے اس حدیث پر عمل کرنے کے لیے ہر جائز کام کو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر شروع کرنا چاہیے ان کا لکھنا ضروری نہیں ہے لیکن لکھنا بھی باعث برکت ہے چونکہ عام طور پر کاغذات کو احتیاط سے نہیں رکھا جاتا تو اس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم ہونے کی صورت میں اس کی بے ادبی ہے اس لئے لوگوں نے اعداد لکھنا شروع کر دیے۔[1]

(1) وقار الفتاوی، ص 442، جلد سوم

مفتی یوسف لدھیانوی صاحب (دیوبندی) لکھتے ہیں:

786 بسم اللہ شریف کے عدد میں بزرگوں سے اس کے لکھنے کا معمول چلا آرہا ہے غالباً اس کورواج اس لئے ہوا کہ خطوط عام طور پر پھاڑ کر پھینک دیتے ہیں جس سے بسم اللہ شریف کی بے ادبی ہوتی ہے بے ادبی سے بچانے کے لئے غالبا بزرگوں نے بسم اللہ کے اعداد لکھنے شروع کئے اس کو ہندوؤں (غیر مسلم) کی طرف منسوب کرنا تو غلط ہے البتہ اگر بے ادبی کا اندیشہ نہ ہو تو بسم اللہ شریف ہی کا لکھنا بہتر ہے۔[1]

(دیکھیں: تنویر الفتاوی، ص89)

(1) آپ کے مسائل اور ان کا حل، ص348، ج8

بارہواں حوالہ

ایک دیوبندی مفتی کا فتوی

سوال:

بہت سے مسلمان خط، لفافہ یا کاغذ پر پہلے 786/92 لکھتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ 786 کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ 92 کا مطلب کیا ہوتا ہے؟

الجواب:

بسم اللہ میں جو عربی حروف ہیں ان کے ابجد کے اعتبار سے کچھ عدد متعیّن کئے گئے ہیں، مثلاً: الف کا ایک، با کے دو، جیم کے تین اور دال کے چار وغیرہ۔ اس حساب سے بسم اللہ کے حروف کے عدد کی کل مجموعی تعداد 786 ہوتی ہے۔

محمد کا حساب حسب ذیل ہے:

میم کے چالیس، حاء کے آٹھ، میم کے چالیس، اور دال کے چار کل جمع 92 ہوا۔

اب رہی یہ بات کہ کاغذ یا لفافہ پر پوری بسم اللہ لکھی جائے تو اس کی بے ادبی ہونے اور یہاں وہاں پھینک دیے جانے کا ڈر ہے، اس لئے اس کے عدد لکھ دیے جاتے ہیں۔

اور بعض لوگ حضور ﷺ سے محبت کی وجہ سے آپ کے نام کا بھی عدد لکھ دیتے ہیں۔ اس لئے 92 کا عدد لکھا جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم[1]

---

(1) آپ کے مسائل اور ان کا حل، ص348، ج8

تیرہواں حوالہ

دیوبندی مفتی کا دوسرا فتوی

سوال:

786 کے نیچے 92 لکھا جائے تو کیسا ہے؟ اس لئے کہ سات سو چھیاسی بسم اللہ کا عدد ہے اور 92 حضور ﷺ کا عدد ہے، مذکورہ طریقے پر قرآن شریف کی آیتوں کو لکھنے سے پہلے "786-92" لکھا جائے تو شریعت کی رو سے درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

ہر کام کی ابتداء بسم اللہ سے ہونی چاہئے، یہی شریعت کا حکم ہے چاہے زبانی پڑھ کر شروع کریں یا لکھ کر، اسی وجہ سے کاغذ پر اللہ کا نام لکھ کر شروع کیا جاتا ہے۔

قرآن شریف میں جہاں سلیمان علیہ السلام کا خط ملکہ سبا بلقیس کو لکھنے کا تذکرہ ہے اس میں بھی بسم اللہ ہی سے شروع کیا گیا ہے، لیکن ہمارے یہاں ایسے خطوط کی بے ادبی ہوتی ہے اور ادب کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا ہے، اس لئے "ابجد" کے قاعدے کے مطابق بسم اللہ کا عدد یعنی 786 لکھ دیتے ہیں تاکہ بسم اللہ کے ذریعے لکھے جانے کا ثبوت ہو جائے، لیکن حضور ﷺ کے پاک نام کے ساتھ ابتداء کرنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے، اس لیے "محمد" نام کا عدد 92 لکھنے کا حکم بھی نہیں ہے بلکہ نہ لکھنا ہی بہتر ہے۔[1]

(1) فتاوی دینیہ، مفتی اسماعیل کچھولوی دیوبندی، ج5، ص298

دیوبندی مفتی کا تعاقب

اس فتوے میں دیوبندی مفتی کا 786 کے ساتھ "92" لکھنے کے متعلق یہ لکھنا کہ "نہ لکھنا ہی بہتر ہے" ان کے دلوں کی خرابی کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ ایسی ذہنیت کے لوگ ہیں کہ اپنے فائدے کے لیے کسی بھی طرح کا اضافہ کر لیتے ہیں اور اس کے جواز میں دلیل پر دلیل پیش کرتے ہیں لیکن جب بات نبی کریم ﷺ سے محبت کی ہو، ان کی تعظیم کی ہو تو ان کا طرز بدل جاتا ہے اور دلائل بھی نہیں ملتے۔ اب دیکھا جائے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اعداد کے ساتھ نام محمد کے اعداد لکھنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے بلکہ لکھ دینا بہتر ہے مگر اس دیوبندی مفتی نے لکھ مارا کہ نہ لکھنا بہتر ہے کیوں کہ اس کا حکم نہیں ہے۔ یہ ایسے سیکڑوں کام کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ جن کو کرنے کا کہیں صراحتاً حکم نہیں ملتا لیکن چوں کہ وہ اپنے مطلب کا کام ہوتا ہے تو قابل قبول ہے اور اگر بات ان معاملات کی آ جائے تو بہتری کہیں اور نظر آنے لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

چودھواں حوالہ

دارالافتاء دیوبند کا فتوی

دار الافتاء دیوبند کی ویب سائٹ درج ذیل فتوی موجود ہے:

فتوی:802=691/ب

سنت طریقہ یہ ہے کہ پوری بسم اللہ لکھی جائے، لیکن کسی مصلحت کے پیش نظر 786 کا عدد بھی لکھا جاسکتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

(ویب سائٹ پر دیکھیں)

اسی طرح دیوبندی مکتبہ فکر کے کئی علمانے اس کو لکھنا درست قرار دیا ہے اور اگر آپ نیٹ پر تلاش کریں گے تو کئی ویب سائٹس پر ایسے درجنوں فتاوی موجود ہیں، ہم انھی پر اکتفا کرتے ہوئے اب خلاصے کی طرف آتے ہیں۔

خلاصہ

اہل سنت کے نزدیک 786 اور 92 وغیرہ لکھنا جائز بلکہ ایک مستحسن عمل ہے اور اس کا ثبوت بزرگان دین کی تحریروں میں بھی کثرت سے ملتا ہے۔ اہل سنت میں کسی کو اس کے لکھنے پر اعتراض نہیں ہے۔ وہابیوں میں جو "دیوبندی" ہیں وہ بھی اس پر اعتراض نہیں کرتے بلکہ ان کے یہاں بھی اس کا لکھنا جائز و درست ہے جیسا کہ ہم نے انھی کی کتابوں سے ثبوت پیش کیے۔ اب وہابیت کی ایک شاخ جسے "غیر مقلد" اور "اہل حدیث" کے نام سے جانا جاتا ہے، یہ اس پر بے جا کے اعتراضات کرتے ہیں۔ یہ لوگ اس طرح اعداد لکھنے کو نہ صرف بدعت کہتے ہیں بلکہ اسے ہندوؤں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور 786 کو ہری کرشنا کے اعداد بتاتے ہیں جس کا مکمل رد اس رسالے میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی جو اعتراضات کیے جاتے ہیں ان کا جواب ہم یہاں نقل کر چکے ہیں جن سے واضح ہو جاتا ہے کہ اس طرح اعداد لکھنا بلا شبہ جائز ہے اور اسے بدعت کہنا یا ہندوؤں کی طرف منسوب کرنا شدت پسندی اور جہالت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے شریر لوگوں سے محفوظ رکھے کہ جنھوں نے دین میں اپنی آرا کو داخل کیا اور مسلمانوں کے نزدیک جو کام اچھا ہے اسے زبردستی شرک و بدعت کی طرف لے جانے کی ناپاک سعی کی۔

رب کریم اس رسالے کو اپنی بارگاہ میں درجۂ مقبولیت عطا فرمائے۔

عبد مصطفی محمد صابر قادری

جمادی الاولی کی پہلی تاریخ، 1444ھ بہ حالت علالت یہ رسالہ مکمل ہوا۔۔۔

ہماری دوسری اردو کتابیں

بہار تحریر (اب تک چودہ حصے)۔عبد مصطفی آفیشل	اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟۔عبد مصطفی
اذان بلال اور سورج کا نکلنا۔عبد مصطفی	عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)۔عبد مصطفی آفیشل
گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!۔عبد مصطفی	شب معراج غوث پاک۔عبد مصطفی
شب معراج نعلین عرش پر۔عبد مصطفی	حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ۔عبد مصطفی
ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت۔عبد مصطفی	مقرر کیسا ہو؟۔عبد مصطفی
غیر صحابہ میں ترضی۔عبد مصطفی	اختلاف اختلاف اختلاف۔عبد مصطفی
چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ۔عبد مصطفی	بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر)۔کنیز اختر
سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)۔عبد مصطفی	حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق۔عبد مصطفی
عورت کا جنازہ۔جناب غزل صاحبہ	ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی۔عبد مصطفی
آئیے نماز سیکھیں (حصہ 1)۔عبد مصطفی	قیامت کے دن لوگوں کو کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا۔عبد مصطفی
محرم میں نکاح۔عبد مصطفی	روایتوں کی تحقیق (پہلا حصہ)۔عبد مصطفی
روایتوں کی تحقیق (دوسرا حصہ)۔عبد مصطفی	بریک اپ کے بعد کیا کریں؟۔عبد مصطفی
ایک نکاح ایسا بھی۔عبد مصطفی	کافر سے سود۔عبد مصطفی
میں خان تو انصاری۔عبد مصطفی	روایتوں کی تحقیق (تیسرا حصہ)۔عبد مصطفی
جرمانہ۔عبد مصطفی	لا الہ الا اللہ، چشتی رسول اللہ؟۔عبد مصطفی
تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام۔عرفان برکاتی	اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)۔عرفان برکاتی
کلام عبید رضا۔عبد مصطفی آفیشل	مسائل شریعت (جلد 1)۔سید محمد سکندر وارثی
اے گروہ علما کہہ دو میں نہیں جانتا۔مولانا حسن نوری گونڈوی	سفرنامہ بلاد خمسہ۔عبد مصطفی
منصور حلاج۔عبد مصطفی	مقام صحابہ امام احمد بن حنبل کی نظر میں۔علامہ وقار رضا قادری
مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں۔مولانا محمد سلیم رضوی	سفرنامہ عرب۔مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
تحریرات لقمان۔علامہ قاری لقمان شاہد	من سب نبیا فاقتلوہ کی تحقیق۔زبیر جمالوی
طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت۔مفتی خالد ایوب مصباحی	فرضی قبریں۔عبد مصطفی
سنی کون؟ وہابی کون؟۔عبد مصطفی	علم نور ہے۔محمد شعیب جلالی عطاری

یہ بھی ضروری ہے - محمد حاشر عطاری	مومن ہو نہیں سکتا- فہیم جیلانی مصباحی
جہان حکمت - محمد سلیم رضوی	ماہ صفر کی تحقیق - مولانا محمد نیاز عطاری
فضائل و مناقب امام حسین - ڈاکٹر فیض احمد چشتی	شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر- امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
تحریرات بلال- مولانا محمد بلال ناصر	معارف اعلی حضرت - سید بلال رضا عطاری و رفقا
نگارشات ہاشمی - مولانا محمد بلال احمد شاہ ہاشمی	ماہنامہ التحقیقات - ربیع الاول 1444ھ کا شمارہ
امیر معاویہ پہلی تین صدیوں کے اسلاف کی نظر میں - مبشر تنویر نقشبندی	زر خانۂ اشرف - محمد منیر احمد اشرفی
حضرت خضر علیہ السلام ایک تحقیقی جائزہ - محمود اشرف عطاری	ایمان افروز تحاریر - محمد ساجد مدنی
انبیا کا ذکر عبادت ایک حدیث کی تحقیق - اسعد عطاری مدنی	رشحات ابن حجر - فرحان خان قادری (ابن حجر)
تجلیات احسن (جلد 1) - محمد فہیم جیلانی احسن مصباحی	درس ادب - غلام معین الدین قادری
تحریرات شعیب (الحنفی البریلوی) - محمد شعیب عطاری جلالی	حق پرستی اور نفس پرستی - علامہ طارق انور مصباحی
خوان حکمت - محمد سلیم رضوی	صحابہ یا طلَقاء؟ - مبشر تنویر نقشبندی
روشن تحریریں - ابو حاتم محمد عظیم	تحریرات ندیم - ابن جاوید ابو ادب محمد ندیم عطاری
امتحان میں کامیابی - ابن شعبان چشتی	اہمیتِ مطالعہ - دانیال سہیل عطاری
دعوت انصاف - علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ	ہندستان دار الحرب یا دار الاسلام؟ - عبد مصطفی
حسام الحرمین کی صداقت کے صد سالہ اثرات - محمد ساجد قادری کٹیہاری	تحریرات ابن جمیل - ابن جمیل محمد خلیل
ماہنامہ التحقیقات (ربیع الآخر 1444ھ کا شمارہ)	مسئلۂ استمداد - محمد مبشر تنویر نقشبندی
حضرت امیر معاویہ اور مجدد الف ثانی - محمد مبشر تنویر نقشبندی	میرے قلم دان سے (جلد 1) - احمد رضا مغل
عوامی باتیں (حصہ 1) - فیصل بن منظور	تحقیقات اویسیہ (جلد 1) - علامہ اویس رضوی عطاری
امیر المجاہدین کے آثار علمیہ - محمد آصف اقبال مدنی عطاری	رافضیوں کا رد - امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
چھوتی بیماریاں - علامہ مفتی فیض احمد اویسی	فتاوی کرامات غوثیہ - امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
غامدیت پر مکالمہ - ابو عمر غلام مجتبی مدنی	رَضا یا رِضا - عبد مصطفی
786/92 - عبد مصطفی	

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

enikah

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

(1) Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.
amo.news/blog

(2) Sabiya Virtual Publication
This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **amo.news/books**

(3) E Nikah Matrimonial Service
E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.
www.enikah.in

(4) E Nikah Again Service
E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

(5) Roman Books
Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.

read more about us on **amo.news**
For futher inquiry: info@abdemustafa.in

SCAN HERE

9102520764

BANK DETAILS

Account Details :
Airtel Payments Bank
Account No.: 9102520764
(Sabir Ansari)
IFSC Code : AIRP0000001

or open this link | amo.news/donate

BOOKS

A

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

(1) Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.
blog.abdemustafa.in

(2) Sabiya Virtual Publication
This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **books.abdemustafa.in**

(4) E Nikah Matrimonial Service
E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.
www.enikah.in

(4) E Nikah Again Service
E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

(5) Roman Books
Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.
read more about us on **www.abdemustafa.in**
For futher inquiry: info@abdemustafa.in

M O

ISBN (N/A)

AMO
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION